بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھوالناصر

آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ سیرت

اللہ تعالیٰ سے انتہاء درجہ کی محبت

سرور خاصان خاص حق شاہ گروہ عاشقاں آں کہ روحش کردطے ہر منزل وصل نگار

آنکہ در عشق احد محو و فناست ہر چہ زد آید ز ذات کبریاست

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

انسان کے مقصد حیات اور مذہب کا فلسفہ و حکمت "محبت" ہے۔اور اس محبت کا سفر وجود باری کی صفات کا مظہر بن کر جہاں اس کی صفات کا ہم رنگ ہونا ہے۔وہاں خدا کی مخلوق کے لئے اپنی محبت کا اظہار بھی ہے۔اور یہی دو محبتیں ہی انسان کی اخلاقی معاشرتی اور روحانی زندگی کا مرکز و محور ہیں۔یعنی ایک طرف محبت الٰہی اور دوسری طرف مخلوق خدا سے محبت۔ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ جو وجہِ تخلیق کائنات ہیں۔آپ سب سے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں۔اورنہایت اعلیٰ درجہ کی صفات و کمالات کے جامع اور سرچشمہ ہیں۔انہی صفات میں ایک محبت ہے۔اوریہ محبت کی آگ آپ کے وجد میں بدرجہ اتم موجود تھی۔آپ کی پاکیزہ سیرت میں محبت ہی محبت نظر آتی ہے۔آپ کے معمولات زندگی میں آپ کا ایک ایک لمحہ، بچپن اور جوانی بعثت سے پہلے اوربعثت کے بعد۔حاکم اور محکوم کی حیثیت میں، امن اور جنگ کے دور میں آپ کی نجی اور اجتماعی زندگی میں ہر کہیں محبت الٰہی غالب نظر آتی ہے۔آپ کا دل جوش محبت میں ایک متلاطم سمندر تھا۔آپ کی سیرت کا یہ پہلو بڑا جامع اور وسیع اثرات کا حامل ہے۔آپؐ کے اس مقام کو ہی سورہ نجم میں "قاب قوسین" کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔حضرت بانی سلسلہ احمدیہ......فرماتے ہیں:۔

”یہ رسول خدا کی طرف چڑھا اور جہاں تک امکان میں ہے خدا سے نزدیک ہوا۔اور قرب کے تمام کمالات کو طے کیا اور لاہوتی مقام سے پورا حصہ لیا۔اور پھر ناسوت کی طرف کامل رجوع کیا۔یعنی عبودیت کے انتہائی نقطہ تک اپنے تئیں پہنچایا۔اور بشریت کے پاک لوازم یعینی بنی نوع کی ہمدردی سے جو ناسوتی کمال کہلاتا ہے پورا حصہ لیا۔لہذا ایک طرف خدا کی محبت میں اور دوسری طرف بنی نوع ی محبت میں کمال تام تک پہنچا......“

آنحضرت ﷺ کے اس مقام محبت کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مزید فرماتے ہیں:۔

”آپ کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی...... اورچونکہ خدا سے محبت کرنااوراسی کی محبت میں اعلیٰ مقامِ قرب تک پہنچناایک ایساامر ہے جوکسی کی غیر کواس پراطلاع نہیں ہو سکتی۔اس لئے خداتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ایسے افعال ظاہر کئے جن سے ثابت ہوتاہے کہ آنحضرت ﷺ نے درحقیقت تمام چیزوں پرخداکو اختیار کرلیاتھا۔اورآپؐ کے ذرہ ذرہ اوررگ وریشہ میں خداکی محبت اورخداکی عظمت ایسی رچی ہوئی تھی کہ گویاآپؐ کا وجودخداکی تجلیات کے پورے مشاہدہ کے لئے کے ایک آئینہ کی طرح تھا۔خداکی محبت کاملہ کے آثارجس قدرعقل سوچ سکتی ہے۔وہ تمام آنحضرت ﷺ میں موجودتھے۔“

ایضاً

حضرت اقدس مصطفی ﷺ کی یہ ہے وہ محبت الٰہی کہ ایک مصفی آئینہ کی طرح آپ کی ذات اقدس صفات باری تعالیٰ کاانعکاس ہوا۔اورآپؐ صفات باری تعالیٰ اورانوارالٰہیہ کے مظہراتم ٹھہرے۔

حضرت مسیح موعود۔۔اس حقیقت کو یوں بیان فرماتے ہیں:۔

۱۔”ہررگ وتارِجودش خانۂ یارِازں   ہردم وہرذرہ اش پرازجمال دوستدار

(آئینہ کمالات اسلام)

۲۔زاں نمط شدمحوِ دلبرکزکمالِ اتحاد   پیکرِ اوشدسراسرصورتِ رب رحیم

۳۔بوئے محبوبِ حقیقی مے دمدزاں روئے پاک   ذاتِ حقانی صفاتش مظہرذاتِ قدیم

(توضیع مرام)

ترجمہ:۔اسکے وجود کاہر رگ وریشہ خداوندازل کا گھر ہے۔اس کاہر سانس اورہر ذرہ دوست کے جمال سے منور ہے۔

وہ اپنے معشوق میں اس طرح محو ہوگیا کہ کمالِ اتحاد کی وجہ سے کہ اس کی صورت بالکل رب رحیم کی صورت ہوگئی۔

محبوب حقیقی کی خوشبواس کے چہرہ سے نظر آرہی ہے۔اس کی حقانی ذات خدائے قدیم کی ذات کا مظہر ہے۔

آپ اپنے اردوکلام میں فرماتے ہیں:۔

؎شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے　　　تیرے پانے سے ہی اس ذات ک پایاہم نے

محبت الٰہی گوہر مقصود

اللہ تعالیٰ سے محبت اس کے وجود میں انتہائی قرب کاپانااوراس کے وجود میں فناہونے کانام ہے۔محبت کی یہی راہیں تھیں جو آنحضرت ﷺ نے طے کیں۔آپؐ کی محبت کا رنگ عاشقانہ تھا۔آپؐ اپنے وجود سے کھوئے گئے۔سب حسن وکمالات کا مامع اور منبع وہی ذات اقدس تھی۔جس کی یاد سے آپ کی تنہائیاں معمور تھیں۔حسنِ کائنات کا محوروہ پاک ذات آپکے سامنے تھی۔آپکی اس مجذوبیت پر قوم پکارا ٹھی تھی۔"عشق محمد ربہ"۔محمد ﷺ اپنے رب پر عاشق ہوگیا۔آپؐ کی امانت ودیانت کی طرح آپؐ کی محبتِ الٰہی بھی آپؐ کے علوِّ مرتبت اور صداقت کو ظاہر کرتی ہے۔چنانچہ جس محبت کی تلاش میں حرا کی تاریک غار میں آپؐ نے شب وروز گزارے وہ گوہر مقصود آپؐ کو مل گیا۔کہ خالقِ کائنات ہی محبت کے لائق وجود ہے۔جو رحمٰن بھی ہے رحیم بھی۔جامع جمیع صفاتِ حسنہ ہے۔صرف اسے یکتائی حاصل ہے۔ذات میں بھی صفات میں بھی، وہ بے نیازاور مستغنی ہے ہرشے سے، صرف وہ لائقِ فدائیت ہے اوروہی ہے جس پر توکل کیاجاسکتاہے۔بقاء اسی وسے ہے جو مبدء فیض ہے۔اوریہی دائمی زندگی ہے۔

محبت کے تقاضے

محبت کا مضمون بڑا وسیع ہے۔ محبت اپنے وجود کے کھو دینے، اسے ایک اعلیٰ ذات پر قربان کر دینے کا نام ہے۔ محبت نام ہے اس یاد کا جو اسے اپنے وجود سے بے خبر کر دیتی ہے۔ محبت اسے بے خودی کی کیفیت کا نام ہے۔ جہاں خودی کوئی تصور نہیں اور جہاں خودی اس آتش محبت میں اپنے تئیں فنا کر دیتی ہے اور اسے بقا ملتی ہے اس طرح محبت کا سفر ختم نہیں ہوتا۔ پھر محبت تقاضا کرتی ہے توکل واستقلال کا، اخلاص اور فدائیت کا، وفاداری اور اطاعت کا اور سچی عبودیت کا۔ یہی وہ تقاضے ہیں۔ جو حضرت اقدس رسول کریم ﷺ کی محبتِ الٰہی کے اوصاف و امتیازات ہیں۔ اور آپ کے سیرتِ مقدسہ کا یہ پہلو اتنا نمایاں اور اعلیٰ درجہ کا ہے کہ تخلیقِ آدم سے اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ اور بدیہی طور پر یہ صداقت سامنے آتی ہے کہ اس کائنات کی تخلیق کے لئے علتِ غائی آپؐ کے مقدس وجود کا ظہور تھا۔ یہاں محبت کی انہی توضیحات کے مطابق آپؐ کی سیرتِ طیبہ کے بعض ممتاز پہلوؤں کا بیان اس جگہ مقصود ہے۔ تاکہ اسوۂ حسنہ رسولؐ کے پیارے نقوش سے ہم اپنا مقصدِ حیات پالیں۔

آنحضرت ﷺ کی محبتِ الٰہی کے لئے تڑپ:

سیرت نبویؐ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی زندگی کے معمولات، روز و شب ہر امرِ خاص و عام میں محبت الٰہی کارفرما تھی۔ آپؐ محبت کے جذبہ میں اس قدر سرشار ہوتے کہ ہر لمحہ یادِ الٰہی میں محو رہتے۔ کوئی کام بھی تو ایسا نہ تھا جس میں اپنے رب کریم کو نہ پکارتے۔ اور پھر زندگی کا کوئی بھی مرحلہ نہ تھا جب جبدعا کو مقدم نہ کرتے۔ گویا محبت ہی آپ کی روح کی غذا تھی۔ اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اور مناجات کرتے۔ حضرت عبداللہؓ بن یزید الانصاری روایت کرتے ہیں۔ حضور اقدسؐ دعا پڑھا کرتے تھے۔

اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ عندک مارزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب، مازویت عنی مما احب فاجعلہ تواغالی فیما تحب۔

(جامع ترمذی)

ترجمہ:اے اللہ مجھے محبت عطاکراوراس کی محبت بھی جس کی محبت مجھے تیرے حضورفائدہ دے۔اے اللہ جو میری محبوب چیزیں تو مجھے عطاکرے۔ان کو میرے ئے ان باتوں میں جو تجھے محبوب ہیں قرب کا ذریعہ بنادے اورجو چیزیں میری محبوب ہیں تو مجھ سے الگ کر دے توان کی جگہ مجھے وہ عطاکردے جو تیری محبوب ہیں۔

اسی مضمون کی ایک اورحدیث حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے۔

"قال رسول ﷺ:کان من دعاء داوٗد علیہ السلام: اللھم انی اسألک حب وحب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک اللھم اجعل حبک الیٰ من نفسی واھلی ومن الماء البارد۔"

(جامع ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حضرت داوٗدعلیہ السلام یوں دعافرمایاکرتے تھے۔"اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتاہوں اوران لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں۔اوراس کا م کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔اے میرے خدا! ایساکر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اوراچھی لگے۔

ایک اوردعا:

محبت الٰہی کے لئے آپؐ کے دل کی یہ حالت تھی کہ آپؐ چاہتے تھے کہ آپؐ کے وجودکا ذرہ ذرہ انوارخداوندی میں گم ہوجائے گویاآپؐ نورِمجسم ہوجائیں۔عملاً بھی آپؐ نے ہر عسرویسرمیں نیکی وتقویٰ کو مقدم کیاتاکہ انوارکا موردبیں۔آپؐ کے دل میں نورِایمان اس قدرمسلط تھاکہ اس کی ترجمانی اس سے دعاہوتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے۔کہ آپ صبح کی سنتوں کے بعدیہ دعامانگتے۔

"اللھم اجعل فی قلبی نوراً فی بصری نوراوفی سمعی نوراًوعن یمینی نوراًوعن یساری نوراًوفوقی نوراًوامامی نوراًوخلفی نوراًواجعل لی نوراً۔

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعائ)

ترجمہ: اے اللہ میرے دل کو نورسے بھردے۔میری آنکھوں میں نور بھردے اورمیرے کانوں میں نور بھردے۔ اوردائیں طرف بھی نور کردے۔اوربائیں طرف بھی اورمیرے اوپر بھی نور کردے اورنیچے بھی نور کردے اور نور کومیرے آگے بھی کردے اور پیچھے بھی کردے اورمجھے نورہی نور کردے۔

اللہ تعالیٰ پر کامل توکل:

محبت کا ایک لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے جس سے محبت اس پر اسے ناز اور فخر بھی ہو کہ وہ میرا ہے اور وہ میری حفاظت بھی کرے گا۔اورہر حال میں میرے ساتھ ہوگا۔حضرت اقدس محمد ﷺ کی محبت الٰہی کا یہ رنگ تھا۔آپ کبھی مشکل وقت پر بھی نہین گھبرائے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی جرأت و شجاعت دکھلائی۔اس لئے کہ آپ جانتے تھے آسمانی وعدہ (کہ اللہ تعالیٰ تجھے دشمن سے محفوظ رکھے گا)(مائدہ) پورا ہو گا اور خدا تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔چنانچہ آپ نے بڑے بڑے خطرناک مواقع پر بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور کلمہ توحید کو نہایت جرأت اور شجاعت سے سر بلند رکھا۔

ہجرت مدینہ کے موقع پر آپ تن تنہا مکہ سے روانہ ہوئے۔سخت پہرہ اورنگرانی کی پرواہ نہ کی۔مکہ سے صحیح سلامت آپ کے نکل جانے سے دشمن کی آگ بھڑک اٹھی۔آپ کو پکڑ کر لانے والے کے لئے انعام مقرر کیا گیا۔آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جبل ثور کا رخ کیا۔جب غار ثور پر پہنچے توکھوجی نے کہا کہ آپ اس سے آگے نہیں گئے۔مگر ساتھیوں کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اس خطرناک غار میں آپ کیسے جاسکتے ہیں۔چنانچہ وہ واپس لوٹ گئے۔جب مسلح دشمن سر پر ہو۔گھبرانا اور خوف کھانا قدرتی امر ہے۔لیکن وہ مقدس وجود ذرا بھی نہ گھبرایا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔بخاری کتاب المناقب میں ہے۔

(ترجمہ) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔میں نے اپنا سر اٹھایا۔دیکھا کہ ہم تعاقب کرنے والوں کے پاؤں تلے ہیں (حضرت ابوبکرؓ کی گھبراہٹ دیکھ کر آپ نے فرمایا) اے ابوبکر خاموش رہو۔ہم دو ہیں۔ہمارے ساتھ تیسرا خدا ہے۔پھر وہ ہمیں کیونکر گزند پہنچا سکتے ہیں۔اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے وحی الٰہی نے آپ کو تسلی دی۔سورۃ توبہ میں ہے۔لقد نصره اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذھما فی الغار...'' (آیت: ۴۰)

(ترجمہ)اللہ نے اسکی اس وقت بھی مدد کی جب کہ اسے کافروں نے دو میں سے ایک کی صورت میں نکال دیا تھا۔جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور جبکہ وہ اپنے ساتھی ابوبکرؓ سے کہہ رہا تھا کوئی غم نہ کرو اللہ یقینا ہمارے ساتھ ہے۔پس اللہ نے ان پر اپنی سکینت نازل کی اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔

اللہ کی شان یہ کیا عظیم مقام توکل تھا۔خداتعالیٰ کی محبت و معیت پر کتنا ناز تھا۔ دشمن سر پر کھڑا ہے۔اتنا نزدیک ہے کہ ذرا آنکھ نیچی کرے تو دیکھ لے۔لیکن خداتعالیٰ پر آپ کو اتنا یقین اور بھروسہ ہے کہ اسباب مخالف ہوتے ہوئے فرماتے ہیں۔کوئی حزان و ملال کی بات نہیں۔خدا تو ہمارے ساتھ ہے۔یہ اللہ تعالیٰ پر توکل ہی تھا۔نہ کوئی مدد کرنے والی جماعت ہے نہ بچ نکلنے کا کوئی اور راستہ ہے۔

ہجرت کے موقع پر سراقہ بن جعشم ایک بڑے انعام کے لالچ میں آپ کا پیچھا کررہا تھا۔ وہ انعام کے لالچ اور قوم میں ایک بڑا رتبہ پانے کے شوق میں تیزی سے آپ کے قریب آتا ہے۔حضرت ابوبکرؓ اس مقدس وجود کی فکر میں پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے جاتے ہیں کہ سراقہ قریب آرہا ہے۔مگر رسول اللہ ﷺ پر کوئی گھبراہٹ نہیں۔سراقہ حیرت زدہ ہے۔اور وہ اس نظارہ کو کبھی بھی فراموش نہ کر سکا۔سراقہ کی ہی روایت بخاری کتاب المناقب میں ہے۔

(ترجمہ) یعنی میں آنحضرت ﷺ کے اتنا قریب ہو گیا کہ میں آپ کے قرآن پڑھنے کی آواز سن رہا تھا۔اور میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ دائیں بائیں بالکل نہیں دیکھتے تھے ہاں حضرت ابوبکر بار بار دیکھتے جاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کی کتنی بے نظیر مثال ہے کہ نہ آپ تیز قدم ہوئے نہ پیچھے مڑ کر دیکھا۔نہ اپنے دفاع کے لئے سوچا۔آپ تو محبت الٰہی میں اتنے گم تھے۔اللہ تعالیٰ پر اتنا بھروسہ تھا کہ دنیا کی طاقتیں آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔حفاظت کے ظاہری اسباب نہ ہوتے ہوئے آپؐ کو یہ یقین تھا کہ خالق اسباب کے سامنے مخالف کے اسباب کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔آپ کا توکل ہی تھا کہ سراقہ کے دل پر رعب پڑ گیا اور معافی مانگ کر واپس چلا گیا۔اور اپنی سلامتی اسی میں دیکھی کہ واپس لوٹ جائے۔بلکہ باقی تعاقب کرنے والوں کو بھی لوٹا دیا۔

توکل کے بارہ میں آپؐ کی ایک دعا:

آنحضرت ﷺ کو خداتعالیٰ پر اس قدر توکل تھا کہ ہر مشکل اور مصیبت کے وقت اسی پر نظر ہوتی۔بے شک آپ ظاہری اسباب کا بھی لحاظ رکھتے لیکن اسباب پر بھروسہ اور توکل نہ کرتے۔بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے۔حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ہر ایک گھبراہٹ کے وقت فرماتے:

لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السمٰوات ورب الارض ورب العرش الکریم۔

(بخاری کتاب الدعوات)

کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ رب ہے بڑے عرش(تخت حکومت)والا۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ آسمانوں کا رب ہے۔وہ زمین کا رب ہے۔وہ بزرگ تخت کا رب ہے۔یعنی بھروسہ اور توکل تو اسی پر ہے۔

حصہ دوم:

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا وجود ''سراپا محبت'' ہے۔اور آپ کی یہ محبت بڑی وسیع اور تمام کائنات پر محیط ہے۔چنانچہ محبت کے تمام تقاضے آپ نے پورے کئے اور آپ کی حیات مقدسہ کا ہر لمحہ، آپ کے تمام تر معمولات اسی محبت کی عکاسی کرتے ہیں۔اس سے پہلے آنحضرت ﷺ کی محبت الٰہی کا جذبہ و تڑپ کا اعلیٰ و اکمل رنگ بیان کیا جا چکا ہے۔اب اس محبت و فدائیت کے کچھ اور انداز اور پہلو بیان کئے جارہے ہیں۔